82559 ـ درس شروع كرنے سے قبل تين سو بار درود پڑھنے كا مطالبہ

سوال

ميں تلاوت كے احكام اور تجويد كے درس ميں شريك ہوتا ہوں، ليكن استاد سبق شروع كرنے سے قبل سب حاضرين كو كہتا خاموشى سے تين سو بار نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم پر درود پڑھيں، اس كا كہنا ہے كہ: نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم پر درود پڑھنا روز قيامت نبى صلى اللہ عليہ وسلم كا قرب حاصل كرنے كا سبب ہے، وہ اس كے متعلق ايك حديث بھى سناتا ہے كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:
" تم ميں سے مجھ پر سب سے زيادہ درود پڑھنے والا روز قيامت ميرے سب سے زيادہ قريب ہو گا "
تو كيا اس طرح كے عمل ميں اس كے ساتھ شريك ہونا جائز ہے، اور اگر نہيں تو كيا ميرے ليے خاموشى سے اس كے بدلے كوئى اور ذكر مثلا استغفار كرنا جائز ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

سبق شروع ہونے سے قبل نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم پر اس معين تعداد ميں درود پڑھنے كا التزام كرنا نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا طريقہ نہيں، اور نہ ہى صحابہ كرام اور تابعين عظام سے ثابت ہے، اور جو عمل بھى ايسا ہو جس كا ثبوت نہ تو نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے ملے اور نہ ہى صحابہ كرام سے تو وہ نئى ايجاد كردہ بدعت ہے جس سے نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے منع كرتے ہوئے فرمايا:

" تم نئے نئے امور ايجاد كرنے سے اجتناب كرو، كيونكہ ہر نيا كام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہى ہے "

سنن ابن ماجہ حديث نمبر (42) سنن ترمذى حديث نمبر (2600) سنن ابو داود حديث نمبر (3991) علامہ البانى رحمہ اللہ نے صحيح الجامع حديث نمبر (2549) ميں اسے صحيح قرار ديا ہے.

اور ايك حديث ميں رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" جس كسى نے بھى كوئى ايسا عمل كيا جس پر ہمارا حكم نہيں تو وہ مردود ہے "

صحيح مسلم حديث نمبر (1718).

يہ عمل اس ليے بدعت ہے كہ عبادت كے ليے ضرورى ہے كہ وہ فى ذاتہ مشروع ہو اسى طرح اس كى كيفيتا ور وقت

اور مقدار بھی مشروع ہونی چاہیے؛ کیونکہ اللہ کی عبادت تو اسی طرح ہو سکتی ہے جو کتاب اللہ میں مشروع ہوئی ہو یا پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اس کی مشروعیت ثابت ہو.

بعض اوقات ذکر اور ورد اصل میں تو مشروع ہوتا ہے لیکن اس کی کیفیت یا کسی جگہ یا وقت کے ساتھ تعیین کرنے یا اس میں مخصوص عدد داخل کرنے سے وہ بدعات میں شامل ہو جاتا ہے.

اس کی دلیل مسند دارمی کی درج ذیل روایت ہے:

عمرو بن سلمہ بیان کرتے ہیں ہم صبح کی نماز سے قبل عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما کے دروازے پر بیٹھ جاتے اور جب وہ باہر نکلتے تو ہم ان کے ساتھ مسجد چلے جاتے، ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی آئے اور دریافت کیا کیا ابو عبد الرحمن باہر آئے ہیں ؟ تو ہم نے عرض کیا نہیں تو وہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ گئے، اور جب وہ باہر نکلے تو ہم سب اٹھ کر چل دیے تو ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما سے عرض کي اے ابو عبد الرحمن میں نے ابھی ابھی مسجد میں ایك کام دیکھا ہے اور مجھے وہ اچھا نہیں لگا، اور الحمد للہ وہ اچھا ہی معلوم ہوتا ہے، ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما نے دریافت کیا وہ کیا ؟

تو ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ نے کہنے لگے اگر تم زندہ رہے تو دیکھو گے، وہ بیان کرنے لگے:

میں نے مسجد میں لوگوں کو نماز کا انتظار کرتے ہوئے دیکھا کہ وہ حلقے باندھ کر بیٹھے ہیں اور ہر حلقے میں لوگوں کے ہاتھوں میں کنکریاں ہیں اور ایك شخص کہتا ہے سو بار تکبیر کہو، تو وہ سو بار اللہ اکبر کہتے ہیں، اور وہ کہتا ہے سو بار لا الہ الا اللہ کہو تو وہ سو بار لا الہ الا اللہ کہتے ہیں، وہ کہتا ہے سو بار سبحان اللہ کہو تو وہ سو بار سبحان اللہ کہتے ہیں.

ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں: تو پھر آپ نے انہیں کیا کہا ؟

ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ نے جواب دیا:

میں نے انہیں کچھ نہیں کہا میں آپ کی رائے اور حکم کا انتظار کر رہا ہوں.

ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما کہنے لگے:

تم نے انہیں یہ حکم کیوں نہ دیا کہ وہ اپنی برائیاں شمار کریں اور انہیں یہ ضمانت کیوں نہ دی کہ ان کی نیکیاں ضائع نہیں کی جائیگی ؟

پھر وہ چل پڑے اور ہم بھی ان کے ساتھ گئے حتی کہ وہ ان حلقوں میں سے ایك حلقہ کے پاس آ کر کھڑے ہوئے اور

فرمانے لگے: یہ تم کیا کر رہے ہو ؟

انہوں نے جواب دیا: اے ابو عبد الرحمن کنکریاں ہیں ہم ان پر اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ اور سبحان اللہ پڑھ کر گن رہے ہیں.

ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا:

تم اپنی برائیوں کو شمار کرو، میں تمہاری نیکیوں کا ضامن ہوں وہ کوئی ضائع نہیں ہو گی، اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم افسوس ہے تم پر تم کتنی جلدی ہلاکت میں پڑ گئے ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کتنے وافر مقدار میں تمہارے پاس ہیں، اور ابھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے بھی بوسیدہ نہیں ہوئے اور نہ ہی ان کے برتن ٹوٹے ہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میری جان ہے کیا تم ایسی ملت پر ہو جو ملت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور طریقہ سے زیادہ ہدایت پر ہے یا کہ تم گمراہی کا دروازہ کھولنے والے ہو.

انہوں نے جواب دیا: اے ابو عبد الرحمن ہمارا ارادہ تو صرف خیر و بھلائی کا ہی ہے.

ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما نے جواب دیا:

اور کتنے ہی خیر و بھلائی کا ارادہ رکھنے والے اسے پا نہیں سکتے.

تو ہر خیر و بھلائی کا ارادہ رکھنے والا اسے پا نہیں سکتا ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا ہے کہ:

" کچھ لوگ قرآن مجید پڑھینگے لیکن وہ ان کے حلقوم سے نیچے نہیں جائیگا "

اور اللہ کی قسم مجھے معلوم نہیں ہو سکتا ہے ان کی اکثریت تم میں سے ہو یہ کہہ کر ابن مسعود رضی اللہ عنہ وہاں سے چل دیے، عمرو بن سلمہ بیان کرتے ہیں ہم نے ان حلقوں میں بیٹھنے والے عام افراد کو نہروان کی لڑائی والے دن خارجیوں کے ساتھ دیکھا کہ وہ ہم پر طعن کر رہے تھے "

سنن دارمی حدیث نمبر (204).

آپ ذرا اس عمل کے متعلق صحابی رسول ابو موسی اشعری اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما کا موقف دیکھیں اور غور کریں کہ ان دونوں نے اس کیفیت کا انکار کیا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر میں اختیار نہ کی اور نہ ہی صحابہ کرام نے اس کیفیت پر عمل کیا، اگرچہ اصل میں اللہ کا ذکر کرنا مشروع اور قابل تعریف اور مرغوب عمل ہے.

اور پھر اہل علم نے متنبہ کیا ہے کہ عبادت کسی وقت یا جگہ سے مخصوص کرنی یا پھر عبادت کو کسی مخصوص کیفیت میں متعین کرنا جو شریعت میں ثابت نہ ہو اسے بدعت اور دین میں نئے ایجاد کردہ امور کے ساتھ ملحق کر دیتا ہے اور اسے اس صورت میں اضافی بدعت کا نام دیا جاتا ہے، تو اصل کے اعتبار سے مشروع ہے لیکن صفت کے اعتبار سے بدعت ہو گی.

ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کا یہ انکار اور انہیں اس کام سے روکنا بدعتیوں اور اختراعات کرنے والوں کا رد اور قطعی حجت کا متقاضی ہے جو ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ نماز اور قرآن اور اذکار میں کیا چیز مانع ہے ؟! ہم تو صرف خیر و بھلائی کے لیے اور اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے ایسا کرتے ہیں.

انہیں اس کا جواب یہ دیا جائیگا کہ:

عبادت کے لیے واجب ہے کہ وہ اصل اور کیفیت اور ہیئت میں مشروع ہو، اور جو چیز شریعت میں عدد کے ساتھ مقید ہے اس سے تجاوز کرنا جائز نہیں، اور جو شریعت میں مطلق ہے اسے کسی بدعتی شخص کے لیے بھی محدود کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ ایسا کرنے سے تو شریعت کا مقابلہ ہو گا.

اس مسئلہ کی تائید سعید بن مسیب رحمہ اللہ کے اس قصہ سے بھی ہوتی ہے انہوں نے ایک شخص کو طلوع فجر کے بعد دو رکعت سے زائد نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا تو اسے ایسا کرنے سے منع کیا تو وہ شخص کہنے لگا:

اے ابو محمد کیا اللہ تعالی مجھے نماز ادا کرنے پر عذاب دے گا ؟

تو انہوں نے جواب دیا: نہیں، لیکن تجھے سنت کی مخالفت کرنے پر عذاب دے گا"

آپ اس جلیل القدر تابعی رحمہ اللہ کی فقہ اور سمجھ دیکھیں کیونکہ سنت تو یہی ہے کہ طلوع فجر کے بعد نماز فجر کی سنت مؤکدہ دو رکعت ادا کی جائیں یہی سنت ہے، اس سے زائد نہیں اور پھر فجر کے فرض ادا کیےجائیں.

اور امام مالک رحمہ اللہ سے بھی ایسا ہی واقعہ ملتا ہے ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا:

اے ابو عبد اللہ میں احرام کہاں سے باندھوں ؟

تو انہوں نے جواب دیا: ذی الحلیفہ سے احرام باندھو جہاں سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا تھا.

تو شخص کہنے لگا: میں مسجد نبوی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس احرام باندھنا چاہتا ہوں.

امام مالک رحمہ اللہ کہنے لگے: ایسا مت کرنا مجھے خدشہ ہے کہ تم فتنہ میں نہ پڑ جاؤ.

وہ شخص کہنے لگا: یہ کونسا فتنہ ہے ؟ بلکہ صرف چند میل ہی میں زیادہ کر رہا ہوں.

تو امام مالك رحمہ اللہ کہنے لگے:

اس سے بڑا فتنہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ تم یہ سمجھ رہے ہو کہ اس فضیلت کی طرف سبقت لے جا رہے ہو جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پایا اور کوتاہی کی ہے ؟!

میں نے اللہ کا یہ فرمان سنا ہے:

ان لوگوں کو ڈرتے رہنا چاہیے جو اللہ کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں کہ کہیں انہیں فتنہ یا پھر عذاب الیم نہ پہنچ جائے النور (63).

صحابہ کرام اور تابعین عظام اور آئمہ کی فقاہت و سمجھ تو یہ تھی، لیکن یہ بدعتی لوگ کہتے ہیں کونسا فتنہ بلکہ یہ تو نماز اور ذکر اور چند میل ہی ہیں جن سے ہم اللہ کا قرب حاصل کر رہے ہیں.

اس لیے کسی بھی عقلمند کو ان لوگوں کی باتوں کے دھوکہ میں نہیں آنا چاہیے، کیونکہ شیطان نے ان کے لیے اعمال کو مزین کر رکھا ہے، اور وہ اپنے مشائخ اور پیروں اور بزرگوں کی مخالفت کرنا پسند نہیں کرتے اور وہ اپنے بزرگوں کےطریقہ کو نہیں چھوڑنا چاہتے.

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" ابلیس کو معصیت سے زیادہ بدعت پیاری اور محبوب ہے کیونکہ معصیت و گناہ سے توبہ کی جا سکتی ہے، اور بدعت سے نہیں.

یہ جان لو کہ انسان جو بھی بدعت کرتا ہے اس کے مقابلہ میں اس طرح کی یا اس سے بہتر کوئی نہ کوئی سنت ضرور ترک کرتا ہے، اس لیے ان ایجاد کردہ اذکار اور دعاؤں کو پڑھنے والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ اذکار اور دعاؤں سے سب سے بڑے جاہل ہوتے ہیں، ان میں بہت ہی کم ایسے لوگ ہونگے جنہیں صبح اور شام کی دعائیں یاد ہوں اور وہ صبح اور شام سو بار سبحان اللہ و بحمدہ کہتا ہو، یا

" أصبحنا على فطرة الإسلام وكلمة الإخلاص ودين نبينا محمد صلى الله عليه وسلم وملة أبينا إبراهيم حنيفا وما كان من المشركين "

پڑھتا ہو.

يا پھر " أصبحنا وأصبح الملك لله رب العالمين اللهم إني أسألك خير هذا اليوم فتحه ونصره ونوره وبركته وهداه وأعوذ بك من شر ما فيه وشر ما بعده "

يا وہ " سبحان الله عدد خلقه ، سبحان الله رضا نفسه ، سبحان الله زنة عرشه ، سبحان الله مداد كلماته "

پڑھتا ہو.

اس كے علاوہ دوسرى صبح و شام كى دعائيں جو سنت سے ثابت ہيں وہ پابندى سے پڑھتا ہو.

حاصل يہ ہوا كہ آپ كے ليے ان بدعتى اذكار ميں اس كے ساتھ شريك ہونا جائز نہيں ہے.

شاطبى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

تو پھر بدعت كى تعريف يہ ہوئى كہ دين جو نيا طريقہ اختراع كر ليا جائے اور شريعت كا مقابلہ كرے، اس پر چلنے سے اللہ كى عبادت ميں مبالغہ كرنا مقصود ہو، كہ عبادت زيادہ كى جائے تو يہ بدعت كہلاتا ہے...

اور اس ميں يہ بھى شامل ہے:

كيفيت و ہئيت كى تعيين كر نے كا التزام كرنا، مثلا ايك ہى آواز ميں اجتماعى ذكر كرنا، اور رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كى ولادت باسعادت كے دن كو جشن منانا اور اسے عيد ماننا اور اس طرح كے دوسرے امور.

اور اس ميں يہ بھى شامل ہے:

معين عبادات كا معين اوقات ميں التزام كرنا جن كى تعيين شريعت ميں نہ ملتى ہو، مثلا پندرہ شعبان كو نصف شعبان كا روزہ ركھنا، اور اس رات قيام كرنا " انتہى

ديكھيں: الاعتصام (1 / 37 - 38).

چنانچہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم پر درود پڑھنا سب عظيم عبادات ميں سے ايك عظيم عبادت والا كام ہے، اور اللہ كے قرب كا باعث ہے، ليكن تلاوت كا ہر سبق شروع كرنے سے قبل اور پھر اس معين تعداد ميں درود پڑھنے كا التزام كرنا ايسا عمل ہے جو نہ تو شريعت ميں وارد ہے، اور نہ ہى صحابہ كرام نے ايسا كيا، تو اس طرح يہ نئى ايجاد كردہ بدعت ہو گى، چاہے اس پر عمل كرنے والے كا مقصد خير ہى ہو، كيونكہ كتنے ہى خير و بھلائى كا ارادہ ركھنے والے خير كو نہيں پا سكتے، جيسا كہ اوپر ابن مسعود رضى اللہ تعالى عنہ كى حديث ميں بيان ہو چكا ہے.

اس ليے اس استاد كو نصيحت كرتے ہوئے اس كے سامنے يہ واضح اور بيان كرنا ضرورى ہے كہ جو وہ عمل كروا

رہا ہے اور کر رہا ہے وہ سنت نہیں، بلکہ بدعت ہے، اگر تو استاد بات مان لے تو الحمد للہ، اور اگر وہ تسلیم نہیں کرتا اور اس استاد کے علاوہ کسی اور استاد سے تلاوت و تجوید کی تعلیم حاصل کرنا ممکن ہو جو بدعتی نہ ہو بلکہ سنت پر عمل کرنے والا ہو تو اس بدعتی استاد کو بطور زجر ترك کرنا ضروری ہے، تا کہ اس کے پاس پڑھنے والوں میں بھی یہ بدعت سرایت نہ کر جائے.

اللہ تعالی ہمیں اور آپ کو سنت سے محبت عطا فرمائے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے محبت کی توفیق بخشے.

مزید فائدہ کے لیے آپ سوال نمبر (22457) اور (21902) اور (20005) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم .